QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

عصر حاضر میں طلبہ کی تربیت کا اسلوب: اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں

Students' Training and character building style in modern era In the light of life of holy Prophet ﷺ

Dr. Munir Ahmad Qazi
Assistant Prof. Govt. College of Education, Afzal pur Mirpur Azad Kashmir.
Email: maqazi79@gmail.com
Dr. Muhammad Zia Ullah
Vice Principle, Jamia Rehmāniya Rizwiya Sohawa, Division Jhelum.
Email: mziaullahsialvi786@gmail.com

Allah almighty has sent the holy prophet Muhammad ﷺ as a perfect teacher for a universal, educational and social revolution in the world. To achieve this lofty goal, the holy prophet made Dar-e- Arqam the first seminary and established a seminary named Suffa in Masjid Nabavi after the migration to Madinah. There He built a nation which changed the history of the world. Today the main reason for the continuous decline of the people of Muslim society in general and the people of Pakistani society in particular is the lack of guidance from the Prophetﷺ. Unfortunately, in teaching and character building of young students in our institutions the Prophetic method of training is being completely ignored. It is imperative that their ideology and character be developed in the light of the principles of Quran and Sunnah of the Holy Prophetﷺ.This article sheds light on the importance of building ideology and character of young students according to the Seerah of holy prophet Muhammadﷺ. The results have been compiled in an analytical manner with special reference to the life of holy prophet.

Keywords: education, character building, purification, training style, ethics, ideology.

DOAJ · Academic Resource Index ResearchBib · Journament · CiteFactor · اشاریہ اردو جرائد · Electronic Object Identifier · I2OR · Cosmos

تعارف:

اللہ رب العزت نے بنی نوع انسان کو راہ ہدایت دکھانے کے لئے مسلسل انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے ہر دور کے انسان پر زور دیا کہ وہ اپنے خالق سے اپنی عبودیت کے رشتہ کو مستحکم کرے۔ اس سلسلہ نبوت میں حضور سید عالم ﷺ کو خاتم النبین بنا

کر مبعوث فرمایا۔ یہی ابدی اور عالمگیر ہدایت ہی جملہ انسانیت کے لئے دنیا اور آخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ آپ ﷺ کو دنیا میں ایک ہمہ گیر تعلیمی و تربیتی اور سماجی انقلاب کی خاطر معلم بنا کر بھیجا گیا۔ آپ ﷺ کے فرائض نبوت میں تلاوت کتاب، تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفوس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن کریم میں سترہ مقامات پر تقریباً ایک ہی انداز میں ان فرائض کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ سورۃ البقرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں آپ ﷺ کی بعثت کے مقاصد کو بیان فرمایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولا مِنْهُمْ يَتْلُوعلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ"[1]

اے ہمارے رب ان میں انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔

تلاوت کتاب اور تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفوس کے فریضہ کو رسول کریم ﷺ نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا:

"إِنَّمَا بعثت لأتمم مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ"[2]

مجھے اعلی اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔

ترتیب کے اعتبار سے تزکیہ نفس آخر میں ہے لیکن تعلیم کے جملہ مدارج کا جزو لاینفک ہے۔ کیونکہ اسی پر انسانیت کی فلاح و بہبود کا دارو مدار ہے۔ ارشاد باری ہے:

"قد افلح من تزكى "[3] تحقیق کامیاب ہو گیا وہ جس نے تزکیہ نفس اختیار کیا۔

تعلیم کتنی ہی اعلی کیوں نہ ہو جب تک طالب علم تزکیہ نفس کے مرحلہ سے نہ گزرے وہ علم کی حقیقی روح سے شناسا نہیں ہو سکتا کیونکہ تعلیم سیدھا راستہ تو دکھا دیتی ہے مگر حقیقی منزل سے ہمکنار ہونے کے لئے تربیت اور تزکیہ نفس از حد ضروری ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے اپنے فرائض منصبی میں تعلیم کے ساتھ تزکیہ اور تربیت کا بھی اہتمام کیا اور ایک ایسے معاشرے میں انقلاب برپا کیا جس کے افراد کے دلوں میں شرک و بت پرستی، فسق و فجور، اکل حرام، نکاح محرمات، ظلم و ستم، قتل و خون ریزی رچ بس چکے تھے۔ اسی اعلی مقصد کے حصول کے لئے معلم اعظم ﷺ نے دار ارقم کو پہلی درسگاہ بنایا اور ہجرت مدینہ کے بعد مسجد نبوی میں صفہ نام کی درسگاہ قائم کی۔ آپ ﷺ کی آغوش تربیت میں آنے والا ہر طالب علم اعلی کردار کا حامل اور ملک و ملت کے لئے نفع رساں بن گیا۔ جدید ترقی یافتہ درسگاہوں کے برعکس اس نبوی درسگاہ سے تعلیم حاصل کرنے والے تمام طلبہ نہ صرف خود امتیازی حیثیت سے کامیاب ہوئے بلکہ رہتی

---

[1] Surah Al-Baqarah:129.

[2] Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn ibn ʿAlī al-Bayhaqī, *Al-Sunan al-Kubrā (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2004 AD), Ḥadīth No. 20782.

[3] Surah Al-Aʿlā:12.

دنیا تک کے لئے مشعل راہ بن گئے۔ اکبر الٰہ آبادی نے ہادی اعظم حضرت محمد ﷺ کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ کے اثرات کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

در فشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

رسول اکرم ﷺ کے اسلوب تربیت و تزکیہ کا یہ عالم تھا کہ ساری بد اخلاقیوں کے مرتکب افراد تہذیب اخلاق کے علمبر دار بن گئے، بد اخلاقی کے مریض نہ صرف صحت یاب بلکہ کامیاب معالج اور مسیحا بن گئے، رہزن رہبر بن کر لوگوں کے مال، اور بردہ فروش عزتوں کے محافظ بن گئے۔

عصر حاضر کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ عام سوسائٹیوں اور اقوام نے تزکیہ اخلاق اور باطنی طہارت کو بالکل نظر انداز کر رکھا ہے۔ انسانی لیاقت اور استعداد کا معیار اس کی تعلیمی ڈگریاں سمجھی جاتی ہیں انہیں ڈگریوں کے وزن کے ساتھ انسانوں کا وزن گھٹتا بڑھتا ہے۔ اسلام نے تعلیم میں تربیت و تزکیہ کو مرکزی حیثیت دے کر تعلیم و تعلم کے عمل کو بامقصد بنا دیا۔

طالبان علم کی تربیت کی اہمیت و ضرورت

آج مسلم معاشرہ کے افراد بالعموم اور پاکستانی معاشرہ کے افراد بالخصوص جس مسلسل زوال (بے یقینی، فکری و اعتقادی زوال، عدم برداشت، لاقانونیت، عدم احساس ذمہ داری، تشدد وغیرہا) کا شکار ہیں اس کی بنیادی وجہ اسوہ رسول ﷺ سے راہنمائی حاصل نہ کرنا ہے۔ تعلیم و تعلم سے وابستہ افراد ہی کسی بھی ملت کا حقیقی اثاثہ ہوتے ہیں۔ ملت کی امید اور مستقبل ان سے وابستہ ہوتے ہیں، عظمت و ترقی کا انحصار اسی اہم طبقہ کی تعلیم تربیت میں مکمل مہارت سے منسلک ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ حصول علم کے آرزومندوں کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمْ، وَهُوَ مُتَّكِئٌ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى بُرْدٍ لَهُ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي جِئْتُ أَطْلُبُ الْعِلْمَ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بطالبِ الْعِلْمِ، طَالِبُ الْعِلْمِ لَتَحُفُّهُ الْمَلَائِكَةُ وَتُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا[4]
>
> میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ﷺ مسجد میں ٹیک لگائے اپنی چادر پر تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا: میں علم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: طالب علم کو خوش آمدید، مزید فرمایا: طالب علم پر فرشتے اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو بھی یہی وصیت فرمائی:

> سَيَأْتِيكُمْ أَقْوَامٌ يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَقُولُوا لَهُمْ: مَرْحَبًا مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [5]

[4] Abū al-Qāsim Sulaymān ibn Aḥmad al-Ṭabarānī, *Al-Muʿjam al-Kabīr (Cairo: Maktabat Ibn Taymiyyah, 1994 AD), Ḥadīth No. 7347.

عنقریب تمہارے پاس قومیں علم طلب کرنے کے لئے آئیں گی پس جب تم انہیں دیکھو تو ان سے کہو:
رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے مطابق خوش آمدید، خوش آمدید!

طلبہ ہی کسی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں، اگر ان کے عقائد و افکار کی اصلاح ہو جائے، فکری ناپختگی دور ہو جائے اور یہ دین کی حقیقی روح سے شناسا ہو جائیں، ان کی تربیت کا صحیح انتظام و انصرام ہو جائے تو یہ ملت کا حقیقی سرمایہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ تب مستقبل کے معاشی و سیاسی خطرات کا مقابلہ ہو، سماجی فلاح کے منصوبے ہوں، صنعت و حرفت کی ترقی ہو یا انتظامی ضروریات یہی معماران قوم و ملت ان کی نگہبانی کا فریضہ سر انجام دیتے ہیں۔ وطن عزیز کی سب سے بڑی دولت نوجوان طلبہ ہیں۔ بحیثیت قوم ہماری خوش قسمتی ہے کہ نوجوان طلبہ ہمارے ملک کی آبادی میں زیادہ تناسب رکھتے ہیں۔ اگر سیرت رسول اکرم ﷺ کی روشنی میں ان کی صحیح راہنمائی اور درست سمت میں تربیت کی جائے تو ملک کی تعمیر و ترقی میں بہت مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں طلبہ کی تربیت کا طریقہ کار

تعلیم و تعلم کے عمل میں تزکیہ و تربیت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اسی اہمیت کے پیش نظر مکی و مدنی ہر دو ادوار میں سب سے زیادہ زور تزکیہ و تربیت افراد پر دیا۔ اپنی آمد کا مقصد بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں دار ارقم اور مدینہ طیبہ میں صفہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تربیت کا اہتمام کیا۔ آپ ﷺ کے اسلوب تربیت پر بات کرنے سے قبل یہ سمجھنا ضروری ہے کہ وہ کون سی بنیادیں تھیں جن پر تربیت کر کے آپ ﷺ نے عرب کے بادیہ نشینوں کو اوج ثریا کا ہم پلہ کر دیا۔ وہ صحرا نشین اٹھے اور آن کی آن میں اپنے وقت کی مطلق العنان طاقتوں سے ٹکرا گئے اور ان پر غلبہ پا لیا۔ سیرت رسول اکرم ﷺ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے زیر تربیت افراد کی درج ذیل اصولوں کی روشنی میں تربیت فرمائی۔

تعمیر فکر

اٹھا نہ پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے   وہی آب و گل ایران، وہی تبریز ہے ساقی [6]

سیرت رسول اکرم ﷺ کا مطالعہ کرنے سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ خستہ حال اور اخلاق باختہ عرب سماج کو خوشحال اور مجسم اخلاق بنانے میں جس عنصر نے اہم کردار ادا کیا وہ ایک کامل نظریہ حیات تھا، جس کی بنیاد، ایمان و یقین اور اعلی فکر تھی۔ ہر قسم کی اخلاقی، معاشی و معاشرتی تعلیمات سے قبل آپ ﷺ نے اپنے زیر تربیت افراد کے ایمان کو مضبوط کرنے پر زور

---

[5] Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Yazīd Ibn Mājah al-Qazwīnī, *Al-Sunan (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah, n.d.), Ḥadīth No. 247.

[6] Muḥammad Iqbāl, *Kulliyāt-e-Iqbāl, Bāl-e-Jibrīl (Lahore: Iqbāl Academy Pakistan, 1990 AD), p. 351.

دیا۔ آپ ﷺ اپنے زیر تربیت افراد کو ایمان لانے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی نصیحت فرمایا کرتے۔ چنانچہ حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ قَالَ: " قُلْ: آمَنْتُ بِاللهِ، ثُمَّ اسْتَقِمْ "[7]

میں نے عرض کیا کہ مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتائیں کہ آپ ﷺ کے بعد کسی اور سے اس کے متعلق سوال نہ کروں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کہو کہ میں ایمان لایا اور پھر اس پر ثابت قدم ہو جاؤ۔

انہیں صفات کے حامل افراد کو قرآن کریم میں بارہا یہ خوشخبری دی گئی:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ [8]

بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر ثابت قدم ہو گئے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں نہ تم خوف کرو نہ ہی غمزدہ ہو اور تمہیں خوشخبری ہو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

حضور سید عالم ﷺ کے زیر تربیت افراد کا ایمان جب اس حد تک راسخ ہو گیا کہ وہ اس کے دفاع اور حفاظت کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے پر تیار ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کی ہمہ جہتی تربیت پر توجہ دی۔ یہ یقین اس قدر کامل و اکمل تھا کہ حرمت شراب کے حکم پر مدینہ کی گلیوں میں شراب کے مٹکے بہا دیے گئے۔

یقین مثل خلیل آتش نشینی یقین، اللہ مستی، خود گزینی
سن، اے تہذیب حاضر کے گرفتار غلامی سے بتر ہے بے یقینی [9]

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہر ملک و قوم اپنے نظریہ کی بنیاد پر اپنے افراد کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتے ہیں۔ اپنی نظریاتی اساس سے منحرف ہونے والی قومیں قحط الرجال کا شکار ہو جاتی ہیں اور ان کے افراد کی زمام کار اغیار کے ہاتھوں میں چلی جاتی ہے۔ عصر حاضر کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ ہمارا نوجوان جدید تعلیم سے آراستہ تو ہو رہا ہے لیکن بے یقینی کی کیفیت کا شکار، دین بیزار اور مذہب سے لاتعلق ہو رہا ہے۔ اس تاریخی حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ دور علوم و فنون کی ترقی کا دور ہے، انسان ستاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے۔ عصری درسگاہوں اور دانشگاہوں میں علوم و فنون کی ترقی کے ساتھ ساتھ اپنوں کی عدم توجہی اور اغیار کی سازشوں سے لبرلزم، سیکولرازم اور الحاد و لادینیت کے فتنے داخل ہو رہے ہیں۔ بقول شاعر

[7] Aḥmad ibn Ḥanbal, *Al-Musnad (Beirut: Mu'assasat al-Risālah, 2001 AD), Ḥadīth No. 15416.

[8] Surah Fuṣṣilat: 30.

[9] Muḥammad Iqbāl, Bāl-e-Jibrīl, p. 406.

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر — لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے لائے گی فراغت تعلیم — کیا خبر تھی چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ[10]

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے — مردہ ہے مانگ کے لایا ہے فرنگی کا نفس[11]

الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کی برق رفتار ترقی نے دنیا کو گلوبل ویلج بنا دیا ہے، آئے روز مختلف نظام ہائے حیات کی تبلیغ و ترویج ہو رہی ہے۔ تہذیبوں کی کشمکش اپنے عروج پر ہے۔ اسلامی نظریہ حیات اور اسلام تشخص سے عدم واقفیت کی وجہ سے نوجوان ذہن تشکیک کا شکار ہو رہا ہے، مغرب سے تربیت یافتہ افراد شکوک و شبہات کے شکار اذہان کو مزید سیراب کر رہے ہیں، ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت مذہب کو اجتماعی زندگی سے بے دخل کر کے نجی زندگی تک محدود کیا جا رہا ہے۔ ہمارے نوجوان طلبہ جو جدید تعلیم سے مزین ہو رہے ہیں لیکن دین کے متعلق سطحی معلومات رکھتے ہیں انہیں دین اور دین سے وابستہ افراد و معاملات سے متنفر کرنا نسبتاً آسان ہے۔ لہذا سب سے پہلے ضرورت اس امر کی ہے کہ نئی نسل کو بے یقینی سے نکال کر ایمان راسخ سے روشناس کرایا جائے۔ اسلام کے بنیادی عقائد سے عام فہم اور آسان الفاظ میں روشناس کرایا جائے۔ اسلامی نظریہ حیات پر کامل اعتقاد دلایا جائے۔ صرف اسی صورت میں اپنی اسلامی بقاء کے ساتھ نوجوان طلبہ مذکورہ بالا چیلنجز سے نبرد آزما ہو سکتے ہیں۔

مقصد تعلیم سے شناسائی

اسلام انسانیت کو جس نظریہ حیات سے آشنا کرتا ہے اس میں تعلیم و تعلم کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اسلام کا نظام تعلیم ایک طرف تو لوگوں کی انفرادی زندگی میں نظریاتی اور فکری طور پر انقلاب پیدا کرنا چاہتا ہے دوسری طرف معاشرے کو اصول پسندی، عدل و انصاف، حق شناسی، عفو و درگزر، خدمت خلق کے آفاقی اصولوں پر استوار کرنا چاہتا ہے۔ یوں اسلام میں تعلیم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ طالبان علم اسلام کے سنہری اصولوں پر اپنی زندگی کی عمارت کی تعمیر کریں۔ عصر حاضر میں طالبان علم کی تربیت کے ضمن میں ایک بہت بڑا نقص یہ ہے کہ حصول علم کا مقصد محض مادی وسائل، آرام و آسائش اور عیش و عشرت ہی سمجھا یا جا رہا ہے جس کی وجہ سے ایک مادیت گزیدہ نسل پروان چڑھ رہی ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ طلبہ کو ذہن نشین کرایا جائے کہ تعلیم جلب زر کے لئے نہیں بلکہ اس کا حقیقی مقصد تعمیر کردار اور اخلاق ہے تا کہ ان کے لئے علم برائے مادی ترقی نہ ہو بلکہ علم برائے تعمیر کردار اور اخلاق ہو، عہدہ و منصب کی طلب نہ ہو بلکہ رضائے الٰہی کا حصول ہو۔

---

[10] Muḥammad Iqbāl, Kulliyāt-e-Iqbāl, Bāng-e-Darā, p. 338.

[11] Muḥammad Iqbāl, Kulliyāt-e-Iqbāl, Ḍarb-e-Kalīm, p. 682.

تعمیر کردار

اسلام جس معاشرہ کی تعمیر و تشکیل کرنا چاہتا ہے اس کے افراد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اعلی اخلاقی اقدار سے متصف ہوں۔ حضور سید عالم ﷺ کو جس معاشرہ کی اصلاح اور تزکیہ و تربیت کا فریضہ سونپا گیا وہ اخلاقی اعتبار سے پستی اور بے راہروی کا شکار تھا، آپ ﷺ نے اس معاشرہ کے افراد کو رزائل اخلاق سے پاک کر کے اخلاق عالیہ سے مزین کیا۔انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق[12] میں بعثت نبوی ﷺ کا اہم ترین مقصد یہی تھا۔ طالبان علم کے اخلاق عالیہ سے متصف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی تربیت اور تزکیہ اس طرز پر کیا جائے کہ ان کے اندر پوشیدہ خیر کا پہلو ان کے اندرون شر کے پہلو پر مستقل طور پر غالب آجائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ طالبان علم کی تربیت میں درج ذیل امور کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔

شخصیت سازی

سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے زیر تربیت طلبہ کی فکری تعمیر کرنے کے بعد جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا وہ ان کی شخصیت کی تعمیر تھی۔ شخصیت سازی کے ضمن میں بحیثیت مربی نبی کریم ﷺ اپنے زیر تربیت افراد کی اس انداز میں تربیت فرماتے کہ وہ اپنی ذات، خاندان، معاشرہ اور ملک و ملت کے لئے صالح اور مفید انسان بن جاتے۔ آپ ﷺ ان کی شخصیت کی تعمیر و تربیت پر انفرادی توجہ فرماتے۔ مختلف افراد کے ایک ہی قسم کے سوال کے جواب میں ان کی کرداری ضرورتوں کے پیش نظر مختلف جواب ارشاد فرماتے۔

یوں نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کی نفسیات اور ان کی شخصی ضرورتوں کے مطابق ان پر انفرادی توجہ دیتے اور ان کی تربیت فرماتے۔ آج اس امر کی زیادہ ضرورت ہے کہ طلبہ کی نفسیات کو سمجھتے ہوئے انفرادی توجہ دے کے ان کی شخصیت سازی اور کردار سازی کی جائے۔ تعلیمی اداروں میں طلبہ اپنے خاندانی پس منظر، گھریلو ماحول، ذہنی استعداد، مزاج، اور مہارت و قابلیت کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ ایسے میں ان کی تربیت کے لئے کسی اجتماعی نظام تربیت کے ساتھ ان طلبہ کی شخصی اور انفرادی تربیت کی طرف توجہ دینا بہت ضروری ہے۔ بصورت دیگر ان کی صلاحیتوں اور قابلیتوں سے کماحقہ استفادہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ان کی خامیوں اور خوبیوں کا صحیح ادراک ہو سکتا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نہ صرف صحابہ کرام کی اجتماعی تربیت کرتے بلکہ مختلف صحابہ کے حالات اور صلاحیت کے مطابق ان کی رہنمائی کرتے۔ حضرت زید بن ثابت کی قابلیت اور علم سے لگاؤ کو دیکھتے ہوئے آپ ﷺ نے انہیں عبرانی زبان سیکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں:

[12] Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn ibn ʿAlī al-Bayhaqī, Al-Sunan al-Kubrā (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 2004 AD), Ḥadīth No. 20782.

أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَعَلَّمَ لَهُ كَلِمَاتٍ مِنْ كِتَابِ يَهُودَ قَالَ: إِنِّي وَاللَّهِ مَا آمَنُ يَهُودَ عَلَى كِتَابٍ» قَالَ: «فَمَا مَرَّ بِي نِصْفُ شَهْرٍ حَتَّى تَعَلَّمْتُهُ لَهُ[13]

رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں یہود کی کتاب کے کلمات سیکھوں، فرمایا: قسم بخدا میں یہود پر ان کی کتاب کے بارے میں مطمئن نہیں ہوں۔ زید بن ثابت کہتے ہیں کہ میں نے نصف ماہ سے بھی کم عرصہ میں اسے سیکھ لیا۔

چنانچہ طلبہ کی تعلیم وتربیت کے ضمن میں یہ امر انتہائی اہم ہے کہ ان پر انفرادی توجہ دی جائے تا کہ ان کی صلاحیتوں سے استفادہ کیا جاسکے۔

احساس ذمہ داری

رسول اکرم ﷺ نے اپنے زیر تربیت افراد کے کردار کی تعمیر میں اس امر کا خیال رکھا کہ وہ کردار میں اعلی معیار اور کمال حاصل کریں۔ تعمیر کردار کا اعلی معیار یہ ہے کہ افراد میں خاندان، معاشرہ اور ملک وملت کی فلاح و بہبود کے لئے احساس ذمہ داری پیدا ہو جائے۔ قومیں اپنے افراد کی فرض شناسی اور احساس ذمہ داری کی بدولت ہی ترقی کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جس ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی اس کے افراد کی شخصیت سازی میں اس پہلو پر خاص توجہ دی۔ حضرت عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ، وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ[14]

خبردار! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ امام نگران ہے اس سے اس کے زیر نگرانی افراد کے بارے میں سوال ہو گا۔ آدمی اپنے گھر میں نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پرسش ہو گی۔ عورت اپنے خاوند کے گھر میں نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اور خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے، اس سے اس کے متعلق سوال ہو گا۔ آگاہ رہو تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کی بابت سوال ہو گا۔

---

[13] Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī (Egypt: Maṭbaʿat Muṣṭafā al-Bābī, 1975 AD), Ḥadīth No. 2715.

[14] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī, *Ṣaḥīḥ Muslim (Cairo: Maṭbaʿat ʿĪsā al-Bābī, 1955 AD), Ḥadīth No. 1829.

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں جس احساس اور محاسبہ کا ذکر ہے، نبی کریم ﷺ نے اپنے زیر تربیت افراد میں اسے اس حد تک راسخ کر دیا تھا کہ وہ ذمہ دار فرد اور شہری بن گئے۔ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے جنت میں داخلہ کو فرض شناسی اور ذمہ داریوں کی ادائیگی کے ساتھ مشروط کر دیا۔ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ غَاشًّا لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ[15]

اللہ تعالی نے جس شخص کو رعایا کا نگران اور حاکم بنایا لیکن وہ اس حال میں مرا کہ اپنی رعیت کے ساتھ بے وفائی کا مرتکب ہو رہا تھا تو اللہ تعالی اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔

بد قسمتی سے ہمارے معاشرہ میں غیر ذمہ دارانہ رویوں کا تناسب مسلسل بڑھتا چلا جا رہا ہے، سب سے تشویشناک امر یہ ہے کہ ہمارا طالب علم لاپرواہی اور غیر ذمہ داری میں حد سے بڑھ چکا ہے، اسے اس امر کا شعور ہی نہیں کہ وہ ملت کے مقدر کا ستارہ ہے جس سے افراد ملت نے رہنمائی لینی ہے۔احساس ذمہ داری سے محرومی کی بناء پر ہر شخص مفاد پرست اور خود غرض ہو گیا ہے۔ہر شعبہ حیات میں مسلسل انحطاط دیکھا جا رہا ہے۔لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ طلبہ کی تربیت کے اس پہلو پر بھرپور توجہ دی جائے اور ان میں ذمہ داری کا احساس و جذبہ اجاگر کیا جائے تاکہ معاشرے میں قانون کی بالادستی، نظم و ضبط، امن و امان، خوشحالی اور عدل و انصاف ہو اور یہ ایک مثالی معاشرہ بن سکے۔

اخلاقی و روحانی تربیت

طالبان علم کے تعمیر کردار میں اخلاقی و روحانی تربیت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔الیکٹرانک و سوشل میڈیا کے زیر اثر فحاشی ،بے حیائی اور عریانیت کا ایک سیلاب ہے جس میں آج کا نوجوان تقریباً غرق ہونے کو ہے۔جھوٹ، غیبت، چغلی، کینہ، کدورت، حسد ، گالم گلوچ زندگیوں کا جزو لاینفک بنتے جا رہے ہیں۔عوام سے لے کر حکمرانوں تک میں بد کلامی، بد مزاجی، دھوکہ دہی، تحقیر ذات عام ہو چکے ہیں۔اسلامی اخوت کا اصل مفہوم مٹ چکا ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا يَبِعْ أَحَدُكُمْ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَكُونُواعِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا، الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوَى هَاهُنَا – وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، حَسْبُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ[16]

باہم حسد نہ کرو، قیمت بڑھانے کے لئے ایک دوسرے کے لئے بولی نہ دو، باہم بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو، تم میں سے کوئی کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے، اور اللہ کے بندو

---

[15] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī, Ḥadīth No. 142.

[16] Aḥmad ibn Ḥanbal, *Al-Musnad, Ḥadīth No. 7727.

بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، نہ اس کی تحقیر کرتا ہے۔ تقویٰ یہاں ہے۔ اور آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ فرمایا۔ (پھر فرمایا) کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں ذکر کردہ برائیاں معاشروں کو کھوکھلا کر دیتی ہیں، اعتماد کی فضا ناپید ہو جاتی ہے۔ اگر ان رذائل اخلاق سے چھٹکارا حاصل نہ کیا جائے تو یہ پختہ عادتیں بن جاتی ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ طلبہ کی کردار سازی میں اس پہلو پر توجہ دی جائے اور اسوہ رسول ﷺ سے رہنمائی لے کر ان کا قلع قمع کیا جائے۔

واضح نصب العین

کائنات ہستی کا کوئی ذرہ عبث اور بے مقصد تخلیق نہیں کیا گیا۔ تمام مخلوقات کی پیدائش کے پیچھے قدرت کی بے شمار حکمتیں اور مقاصد پنہاں ہیں۔ خود خالق کائنات نے انسان کی زبان سے اس حقیقت کا اقرار کرایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ[17]

وہ جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹے ہوئے (ہر حالت میں) اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور ارض و سماء کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں (وہ پکار اٹھتے ہیں) اے ہمارے رب تو نے یہ سب کچھ بے کار اور بے مقصد پیدا نہیں کیا۔

جب کائنات کی ہر شے کسی نہ کسی مقصد اور حکمت کے تحت تخلیق کی گئی ہے تو یہ امر محال ہے کہ انسان جو افضل الخلائق ہے کو بے کار محض پیدا کیا گیا ہو۔ قرآن کریم، احادیث نبویہ اور سیرت النبی ﷺ کے مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی کہ مقصد تخلیق انسانی کی معراج اور کمال یہ ہے کہ انسان اپنی حیات کے ایک ایک لمحہ کو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے گزارے، نیز اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نظام عدل کو پوری دنیا میں نافذ کرنے کی سعی و کاوش میں اپنی زندگی بسر کرے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلم امہ نے اس مقصد کو اپنے پیش نظر رکھا انہوں نے اقوام عالم کی ہر شعبہ حیات میں رہنمائی کی۔ جب قومیں بڑے مقاصد کو نظر انداز کر کے کوتاہ مقاصد کے حصول کو اپنا مطمع نظر بنا لیتی ہیں تو وہ غیروں کی خوشہ چین ہو جاتی ہیں۔ آج بحیثیت قوم ہمارا المیہ ہے کہ ہم نے اللہ کے عطا کردہ مقصد حیات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ بحیثیت قوم اگر ہم نے نشاۃ ثانیہ کے عمل سے گزرنا ہے تو اس کی سب سے بہترین شکل یہ ہے کہ نوجوان طلبہ جو مستقبل کے معمار ہیں ان کی تربیت اس نہج پر کی جائے کہ ان کے سامنے ایک اعلیٰ اور واضح مقصد اور نشان منزل ہو تاکہ وہ سہل پسندی کا شکار نہ ہوں اور اس کے حصول کی خاطر اپنی ساری توانائیاں صرف کریں اور اس سفر میں ہر طرح کی مشکلات سے ٹکرا جائیں۔

---

[17] Āl ʿImrān:191.

قنوطیت سے نکال کر رجائیت کی طرف راہنمائی

عصر حاضر کے فتنوں میں ایک بڑا فتنہ یاس و قنوطیت ہے جو جدید تہذیب کے زیر سایہ پروان چڑھا ہے۔ مال و دولت کی ہوس اور مادی خوشحالی کی طلب نے قناعت کی دولت سلب کر لی ہے۔ اس ضمن میں ضروری ہے اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں طلبہ کو قنوطیت و یاس کی کیفیت سے نکال کر امید و رجا کا دامن تھامنے کی ترغیب دی جائے۔ آج کا نوجوان بہت جلد مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔

رسول کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام کی تربیت میں اس بات کا بہت خیال رکھتے کہ وہ مایوسی کا شکار نہ ہوں، ان کا حوصلہ بڑھا کر عمل کی طرف راغب کرتے۔ حضرت خباب بن الارت نے ایک مرتبہ قریش مکہ کے ظلم سے تنگ آکر مایوسی کی حالت میں حاضر ہوئے۔ فرماتے ہیں:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً، وَهُوَ فِي ظِلِّ الكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِينَا مِنَ المُشْرِكِينَ شِدَّةً، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا تَدْعُو اللَّهَ، فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ، فَقَالَ: «لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَيُمْشَطُ بِمِشَاطِ الحَدِيدِ، مَا دُونَ عِظَامِهِ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ،مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ، وَيُوضَعُ المِنْشَارُ عَلَى مَفْرِقِ رَأْسِهِ، فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَعَنْ دِينِهِ، وَلَيُتِمَّنَّ اللَّهُ هَذَا الأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ، مَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ»[18]

میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ ﷺ بیت اللہ کے سائے میں چادر اوڑھے تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور ہمیں مشرکین کے ہاتھوں سخت تکالیف پہنچ رہی تھیں۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں فرماتے؟ یہ سن کر آپ بیٹھ گئے، آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا: بلاشبہ تم سے پہلے کچھ لوگ ایسے تھے کہ لوہے کی کنگھیوں کو ان کے گوشت اور پٹھوں سے گزار کر ان کی ہڈیوں تک پہنچا دیا جاتا اور اس قدر سنگین تکالیف بھی انہیں ان کے دین سے برگشتہ نہ کر سکیں۔ کسی کے سر پر آرا رکھ کر انہیں دو لخت کر دیا گیا، یہ سختی بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکی۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس دین کو ایک نہ ایک دن ضرور کمال تک پہنچائے گا حتی کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک تنہا سفر کرے گا اسے اللہ کے سوا کسی اور کا ڈر نہیں ہو گا۔"

آج کا طالب علم جلد مایوسی کا شکار ہو کر ہمت ہار بیٹھتا ہے ایسے میں ضروری ہے کہ سنت نبوی ﷺ سے رہنمائی لیتے ہوئے اسے امید و رجا کا سبق ازبر کرایا جائے۔ اور یہ باور کرایا جائے کہ مشکلات کے بعد آسانیاں ہیں اور ہر تاریک رات کا اختتام سحر کی روشنی سے ہوتا ہے۔

---

[18] Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Egypt: Al-Maṭbaʿah al-Kubrā al-Amīriyyah, 1311 AH), Ḥadīth No. 3852.

تربیت طلبہ میں اساتذہ کا کردار

عصر حاضر میں طلبہ کی تربیت میں سب سے اہم کردار اساتذہ و معلمین کا ہے۔ یہ معلم ہی ہے جس کے رشحات فکر سے طلبہ کے قلوب واذہان کی آبیاری ہوتی ہے۔

شیخ مکتب ہے اک عمارت گر　　اس کی صنعت ہے روح انسانی [19]

بحیثیت معلم استاذ کا مقام بہت بلند ہے۔ معلم کا فریضہ اتنا اہم ہے کہ اس کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ اعلی اوصاف سے متصف ہو۔ معلم کو جناب رسالت مآب ﷺ سے خاص نسبت ہے۔ تعلیم وتربیت کو بجا طور پر پیشہ پیغمبری کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی نیابت کے فریضہ کی ادائیگی میں معلم کو ہر وقت ان اوصاف جمیلہ سے متصف ہونے کی تگ ودو کرنی چاہیے جن کی روشنی میں آپ ﷺ نے اپنے شاگردوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا ۔ان اوصاف وخصائل میں معلم کے کردار کو اولین حیثیت حاصل ہے۔ خود نبی کریم ﷺ نے جب مکہ کے بگڑے ہوئے معاشرے کی اخلاقی وروحانی تربیت کی طرف توجہ دی تو ان کے مطالبہ پر اپنے کردار کو دلیل کے طور پر پیش کیا۔ آپ ﷺ کے جواب کو قرآن میں ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُراً مِنْ قَبْلِهِ أَفَلا تَعْقِلُونَ [20]

پس تحقیق میں نے تمہارے درمیان اس سے قبل ایک عمر گزاری ہے کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

چنانچہ معلم کے لئے ضروری ہے کہ وہ صدق وراستی، اخلاص نیت وعمل کا مجسمہ ہو تاکہ اس کے شاگرد اس کے ہر قول وعمل کی تقلید کریں۔ وہ اتنا صاحب کردار ہو کہ اس کے شاگرد اس کی پیروی کو باعث فخر سمجھیں۔ دور حاضر کے فتنوں میں اساتذہ کی ذمہ داری پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے اور ہر لمحے طالبان علم کی رہنمائی کے لئے اسے تیار رہنا چاہیے۔

گماں مبر کہ بہ پایاں رسید کار مغاں
ہزار بادہ ناخوردہ در رگ تاک است [21]

معلم کی کامیابی یہ نہیں کے اس کے علم سے دنیا مرعوب اور ورطہ حیرت میں پڑ جائے بلکہ اس کی کامیابی کی معراج یہ ہے کہ اس کے اخلاص، صداقت، جذبہ خیر خواہی کے سامنے لوگوں کے دل جھک جائیں۔ رسول کریم ﷺ کی بحیثیت معلم انسانیت کامیابی کی بنیاد اخلاص پر مبنی وہ مساعی وجدوجہد ہے جس کا ذکر سورہ کہف میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَى آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا [22]

---

[19] Muḥammad Iqbāl, Kulliyāt-e-Iqbāl, Bāl-e-Jibrīl, p. 494.

[20] Surah Yūnus:16.

[21] Muḥammad Iqbāl, Kulliyāt-e-Iqbāl (Fārsī), Pāyām-e-Mashriq (Lahore: Iqbāl Academy, 1990 AD), p. 252.

پھر شاید آپ ان کے پیچھے افسوس سے اپنی جان ہلاک کر دیں گے اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائے۔

مشہور مفسر قرآن، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں رسول کریم ﷺ کے طریق تربیت کو یوں بیان کرتے ہیں:

> مسجد حرام کے صحن میں، بازار مکہ کی ہنگامہ پرور فضاؤں میں، ان کی نشست گاہوں میں اور ان کے خلوت کدوں میں جا جا کر انہیں سمجھایا جا رہا ہے، وہ بار بار جھڑکتے ہیں، ناراض ہوتے ہیں، بپھرتے ہیں لیکن اخلاص و محبت کا یہ چشمہ رواں ہی رہتا ہے، جب رات کی خاموشی چھاجاتی ہے، تو یہ اٹھتا ہے اپنا سرِ نیاز بارگاہ بے نیاز میں جھکاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر ان کی ہدایت کے لئے درد و سوز میں ڈوبی ہوئی التجائیں کرتا ہے۔[23]

خود رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا، وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُهُ[24]

بے شک اللہ عزوجل اسی عمل کو قبول فرماتا ہے جو خالص ہو اور اس کی رضا و خوشنودی کے لئے ہو۔

یوں طلبہ کی تربیت کا نبوی منہج یہ ہے کہ مربی و معلم مادی منفعت سے بالاتر ہو کر ایسے ہی اخلاص سے معمور ہو کر اپنے طلبہ کی تربیت کرے۔

تعلیم و تربیت سے وابستہ افراد

عصر حاضر میں تعلیم و تعلم کے شعبہ میں تربیت طلبہ میں جو نقائص نظر آ رہے ہیں ان کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ اس شعبہ سے ایسے افراد منسلک ہو رہے ہیں جو اسے بطور ذوق اپنانے کی بجائے آخری انتخاب کے طور پر اپناتے ہیں۔ مالی مفادات وجہ ہوں یا وجہ کچھ اور ہو، ایسے افراد سنت انبیاء کی ادائیگی کی بجائے محض اس بناء پر اس شعبہ سے وابستہ ہوتے ہیں جب ان کے پاس کہیں اور جانے کے مواقع معدوم ہو جاتے ہیں۔ ان افراد میں سے ایک بڑی تعداد ان کی ہوتی ہے جو اس شعبہ کو لانچنگ پیڈ (launching pad) کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور جب بھی موقع ملتا ہے محض مالی مفاد یا عہدہ و منصب کی خاطر پرواز کر جاتے ہیں۔ تربیت طلبہ کے لئے ایسے معلمین کی جماعت کا ہونا ضروری ہے جو اس پیشہ کو عبادت

---

[22] Surah Al-Kahf: 6.

[23] Muḥammad Karam Shāh, Ḍiyāʾ al-Qurʾān (Lahore: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, 1399 AH), vol. 3, p. 11.

[24] Abū ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb al-Nasāʾī, *Al-Sunan al-Ṣughrā li al-Nasāʾī (Aleppo: Maktab al-Maṭbūʿāt al-Islāmiyyah, 1986 AD), Ḥadīth No. 3140.

سمجھ کر اختیار کریں اور اپنی خود داری کو کسی طور بھی بکاؤ مال نہ بنائیں۔ کسی بھی شعبہ حیات سے متعلق افراد کی اس شعبہ کے ساتھ فکری اور نظریاتی وابستگی کا ہونا اشد ضروری ہے۔ طلبہ کی صحیح خطوط پر تربیت کے لئے ضروری ہے کہ ایسے افراد کی جماعت ہو جو اپنے فرائض کو جذب و شوق سے سرانجام دیں، تعلیم و تربیت کے بنیادی اسرار و رموز سے آگاہ ہوں، اس ضمن میں اساتذہ کے انتخاب کے طریقہ کار کا بھی از سر نو جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

کائنات ارضی کے معلم اعظم جناب رسالت مآب ﷺ نے اپنے زیر تربیت افراد کی جس نہج پر تربیت اور راہنمائی کی اس کا جوہر یہ ہے:

- قرآن فہمی کے ذریعہ طالبان علم کی تعمیر فکر کی جائے۔ اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات کی تعلیم کے ذریعہ انہیں ایمان و یقین سے آراستہ کیا جائے۔ قرآن کریم کے عطا کردہ نظریہ حیات کو طلبہ کے قلوب و اذہان میں راسخ کیا جائے۔
- اسلامی نظریہ حیات کے متعلق نوجوان نسل کے شبہات کا ازالہ حکیمانہ انداز میں کیا جائے۔
- طلبہ کو سوالات پر ابھارا جائے اور عقلی انداز میں ان کے جوابات دیے جائیں۔
- عصری درسگاہوں اور دانشگاہوں میں پھیلنے والی الحادی فکر کا سد باب علمی و عقلی انداز میں کیا جائے۔
- سیرت النبی ﷺ کے مطالعہ کی ترغیب دی جائے۔
- سیرت النبی ﷺ کے عملی پہلوؤں کو اجاگر کر کے طلبہ کے جذبہ عمل کو تحریک دی جائے۔
- اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں شخصیت سازی پر انفرادی توجہ دی جائے۔
- طلبہ کے اندر جذبہ حب الوطنی پیدا کرنے سے ان میں احساس ذمہ داری کو تقویت دی جا سکتی ہے۔
- اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں اصول تیسیر و تسہیل پر عمل کرتے ہوئے صالح اخلاق سے آراستہ ہونے پر ابھارا جائے۔ اس ضمن میں سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں اصول تدریج کو اپنایا جائے۔
- مادیت پرستی اور ہوس و لالچ میں بہہ کر عملی الحاد کا شکار ہونے سے طلبہ کو بچایا جائے۔
- مستقبل کے معماروں کی عقلی راہنمائی کے ساتھ ساتھ کسی طور بھی ان کی روحانی تربیت سے غفلت نہ برتی جائے۔
- مطالعہ کی عادت کی ترغیب دے کر طلبہ کا رشتہ قلم اور کتاب سے مضبوط کیا جائے۔
- مشفقانہ انداز میں اخلاق عالیہ سے مزین کیا جائے۔
- اسوہ رسول ﷺ پر عمل پیرا ہو کر اپنے عمل سے طلبہ کی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔

- طلبہ کی تربیت کے ضمن میں یہ امر اشد ضروری ہے کہ انہیں دینی وعصری تعلیم سے بیک وقت آراستہ کیا جائے۔ تاکہ وہ اپنے زمانے کے چیلنجز سے نبرد آزما ہو سکیں۔
- اخلاقی اور روحانی تربیت اس نہج پر کی جائے کہ زیر تربیت طلبہ کے اندر پوشیدہ خیر کا پہلو ان کے اندر کے شر کے پہلو پر مستقل طور پر غالب آجائے۔
- طلبہ کی تربیت کے عمل میں سب سے زیادہ اہمیت اساتذہ و معلمین کی ہے۔ ضروری ہے کہ ان کا انتخاب کرتے وقت ان کے جذبہ اخلاص اور تربیتی عمل سے وابستگی کا خاص خیال رکھا جائے۔

درج بالا معیارات حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر درج ذیل تجاویز پر عمل کیا جائے:

1. طالبان علم کے لئے ترجمہ قرآن کا اہتمام کیا جائے۔
2. طلبہ کے لئے دروس سیرت کا اہتمام کیا جائے۔
3. اداروں میں سیرت کے سیمینار کرائے جائیں جن کے ذریعہ سیرت النبی ﷺ کے عملی پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے۔
4. ادارہ جات میں سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر مسابقتی مقابلہ جات کا اہتمام کیا جائے۔